اللہ کی مہمانی

آیۃ اللہ العظمیٰ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ

حبیب خدا حضرت محمد مصطفیؐ کے مطابق (آپ سے منسوب ایک خطبہ کی رو سے) تمام لوگوں کو ماہِ مبارک رمضان میں خدا کی مہمانی کی دعوت دی گئی ہے اور وہ خدا کے مہمان ہیں، آپ فرماتے ہیں:

''ایّها النّاس انه قد اقبل الیکم شهر اللّٰه۔۔۔۔۔و قد دعیتم فیه الی ضیافة اللّٰه''

''اے لوگو! اللہ کا مہینہ تمہاری طرف آیا ہے اور تم کو اس ماہ میں اللہ نے اپنی مہمانی کی دعوت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ میزبانی کے فرائض انجام دے گا، وہ منتظم حقیقی ہے۔''

''عَنْ عَلِيّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضّالٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ الرِّضَا (ع) عَنْ آبَائِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (ص) خَطَبْنَا ذَاتَ يَوْمٍ، فَقَالَ: اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهُ قَدْ اَقْبَلَ اِلَيْكُمْ شَهْرُ اللّٰهِ بِالْبَرَكَةِ وَالرَّحْمَةِ وَالْمَغْفِرَةِ شَهْرٌ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ اَفْضَلُ الشُّهُوْرِ، وَاَيَّامُهُ اَفْضَلُ الْاَيَّامِ، وَلَيَالِيهِ اَفْضَلُ اللَيَالِي، وَسَاعَاتُهُ اَفْضَلُ السَّاعَاتِ۔

هُوَ شَهْرٌ دُعِيتُمْ فِيهِ اِلَى ضِيَافَةِ اللّٰهِ، وجعلتم فيه من اهل كرامة اللّٰه اَنْفَاسُكُمْ فِيهِ تسبيحٌ، وَنَوْمُكُمْ فِيهِ عِبَادَةٌ وَعَمَلُكُمْ فِيهِ مَقْبُولٌ، وَدُعَائُكُمْ فِيهِ مُسْتَجَابٌ، فَاسْأَلُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ بِنِيَّاتٍ صَادِقَةٍ وَقُلُوبٍ طَاهِرَةٍ اَنْ يُوَفِّقَكُمْ لِصِيَامِهِ وَتِلَاوَةِ كِتَابِهِ۔

(وسائل الشیعہ، چاپ اسلامیہ، ج ۴ ص ۲۲۷؛ کتاب الصوم، باب ۱۸ حدیث ۳۰)

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا حضرت رسول اکرمؐ نے ایک دن ہمارے لئے فرمایا: ''اے لوگو! اللہ کا مہینہ اپنی برکتوں، رحمتوں، اور مغفرتوں کے ساتھ تمہاری طرف آرہا ہے اور یہ وہ مہینہ ہے کہ جو خداوند تبارک وتعالیٰ کے نزدیک بہترین مہینوں میں شمار ہوتا ہے۔ اس کے دن بہترین دن، اس کی راتیں بہترین راتیں اور اس کے ساعات بہترین ساعات ہیں۔

اس ماہ آپ اللہ کی مہمانی پر مدعو ہیں اور اس کا کرم اور اس کی بخشش آپ پر محیط ہے۔ اس مہینے میں آپ کی ہر کھنچتی ہوئی سانس ایک تسبیح ہوگی، آپ کا سونا عبادت اور آپ کے اعمال قبولیت کی منزل میں ہوں گے۔ آپ کی دعائیں مستجاب ہوں گی۔ پس آپ کو چاہئے کہ آپ پاکیزہ قلوب اور خالص

نیتوں کے ساتھ اپنے پروردگار کو آواز دیں تا کہ وہ
اس ماہ کے روزوں اور قرآن کی تلاوت میں آپ کو
کامیابی عنایت کرے۔''

آپ ان چند دنوں میں جو ماہِ رمضان کے آنے میں باقی ہیں خیال کریں اور اپنی اصلاح کر کے اللہ کی طرف متوجہ ہوں۔ اپنے نامناسب کردار، گفتار اور رفتار سے توبہ واستغفار کرلیں۔ اگر خدانخواستہ کوئی گناہ کیا ہے تو ماہِ رمضان کے آنے سے پہلے اللہ سے توبہ کرلیں اور زبان کو خدا کی مناجات کرنے کا عادی بنالیں۔ خدا نہ کرے کہ ماہِ رمضان میں آپ سے غیبت، تہمت یا کوئی گناہ سرزد ہو اور آپ دربارِ خداوندی یا خدائی مہمان خانہ میں نعماتِ الٰہی کے ساتھ ساتھ گناہوں سے آلودہ ہو جائیں۔ آپ کو اس برکت والے مہینہ میں خدا کی مہمانی کی دعوت دی گئی ہے۔ لہٰذا اپنے آپ کو خدا کی پُرشکوہ اور شاندار مہمانی کے لئے آمادہ کیجئے کم از کم آپ روزہ کے ظاہری اور صوری آداب کے پابند ہوں۔ (آداب حقیقی تو ایک الگ بات ہے جو زحمت، مشقت اور دائمی مراقبت و پابندی کا محتاج ہے) روزہ کے معنی صرف اپنے آپ کو کھانے پینے سے روکے رکھنا نہیں بلکہ گناہوں سے رکنا بھی ہے اور یہ روزے کے ابتدائی آداب میں سے ہے جو کہ مبتدی لوگوں کے لئے ہے۔ (لیکن اللہ والوں کے لئے جو معدنِ عظمت تک پہنچنا چاہتے ہیں روزے کے کچھ اور آداب ہیں) آپ کم از کم روزے کے ابتدائی آداب پر عمل کرلیں جس طرح شکم کو کھانے پینے سے محفوظ رکھتے ہیں آنکھ، کان، زبان کو بھی گناہوں سے بچائیں اور ابھی سے اس کی ابتداء کریں، زبان کو غیبت، تہمت، بدگوئی اور جھوٹ سے بچائیں، کینہ، حسد اور دوسری بُری شیطانی عادات کو دل سے باہر نکال دیں۔ اگر آپ سے ممکن ہو سکے تو آپ انقطاع الی اللہ حاصل کریں، اپنے اعمال کو خالص اور بے ریا انجام دیں اور شیاطین جن وانس سے منقطع ہو جائیں۔ لیکن بظاہر تو ہم اس قیمتی سعادت تک پہنچنے اور اس پر دسترس حاصل کرنے سے مایوس ہیں البتہ کم از کم اتنی تو کوشش کیجئے کہ آپ کا روزہ محرمات کی شرکت سے پاک ہو، حرام چیزوں کا دخل نہ ہو ورنہ آپ کا روزہ شرعی طور پر صحیح بھی ہو تب بھی مقبولِ بارگاہِ الٰہی نہ ہوگا، اور صعود نہیں کرے گا۔ عمل کا صعود اور اس کی مقبولیت شرعی صحت سے مختلف چیز ہے۔ اگر ماہِ رمضان کے اختتام پذیر ہونے پر بھی آپ کے اعمال و افعال میں کوئی تبدیلی نہ آئی اور آپ کی راہ وروش ماہِ رمضان سے پہلے ہی جیسی رہی تو معلوم ہوگا کہ جو روزہ آپ سے مطلوب تھا وہ عمل میں نہیں آیا اس کو حقیقت سمجھئے اور جو روزہ آپ نے انجام دیا ہے وہ عام اور حیوانی تھا۔ اس مقدس مہینہ میں کہ جس میں آپ کو خدا کے مہمان خانے میں دعوت کی عزت بخشی گئی اگر آپ نے معرفت حاصل نہ کی یا آپ کی معرفت میں اضافہ نہ ہوا تو پھر سمجھ لیجئے کہ آپ خدائی ضیافت و مہمانی میں صحیح طور پر شریک نہیں ہوئے اور مہمانی کا حق کچھ ادا نہیں کیا اس کو نہ بھولئے کہ ماہِ رمضان میں جو کہ اللہ کا مہینہ ہے جس میں رحمتِ الٰہی کے دروازے بندگانِ خدا کی طرف کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک حدیث کے مطابق شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

''عَنْ جَابِرٍ، عَنْ اَبِي جَعْفَرٍ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) قَالَ:
كَانَ رَسُوْلُ اللهِ (ص) يُقْبِلُ بِوَجْهِهِ اِلَى النَّاسِ

فَيَقُوْلُ: مَعٰاشِرَ النَّاسِ اِذَا طَلَعَ هِلٰالُ شَهْرِ رَمَضٰانَ غُلَّتْ مَرَدَةُ الشَّيَاطِينِ، وَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمآءِ وَ اَبْوَابُ الْجِنٰانِ وَ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَ غُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ، وَ اسْتُجِيبَ الدُّعٰاءُ۔۔۔ حَتّٰى اِذَا طَلَعَ هِلٰالُ شَوَّالٍ، نُودِيَ الْمؤمِنُونَ، اَنِ اغْدُوْا اِلٰى جَوَائِزِكُمْ، فَهُوَ يَومُ الْجَائِزَةِ۔

(وسائل، طبع اسلامیہ ج ۴، ص ۲۴۵)

''امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جنابِ رسالت مآبؐ، لوگوں کو مخاطب ہو کر فرماتے تھے: اے لوگو! جب رمضان کا چاند طلوع ہوتا ہے تو جارح شیاطین مقید کردیئے جاتے ہیں، آسمان بہشت اور رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں، آگ اور دوزخ کے دروازوں کو بند کردیا جاتا ہے اور دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔۔۔ یہاں تک کہ ماہِ شوال طلوع ہوتا ہے۔ اس وقت مومنوں کو آواز دی جاتی ہے کہ آج انعام کا دن ہے آئیں اور اپنا انعام حاصل کریں۔

اگر آپ اپنی اصلاح نہ کرسکے اور مہذّب ومحتاط نہ ہوئے اور نفس امّارہ کو اپنے کنٹرول میں نہ لے سکے اور خواہشاتِ نفسانی کو پاؤں تلے دبا کر اپنا تعلق اور ربط دنیا اور مادیت سے منقطع نہ کرسکے تو پھر ماہِ رمضان کے ختم ہونے کے بعد مشکل ہے کہ ان مسائل کو عمل کے مرحلے میں لایا جاسکے۔ لہٰذا اس فرصت سے استفادہ کرو اور اس سے پہلے کہ یہ عظیم فیض آپ سے رخصت ہو اپنے امور کی اصلاح، ان کا تزکیہ اور تصفیہ کرلو۔ اپنے آپ کو ماہِ رمضان کے وظائف اور فرائض کے لئے آمادہ کرلو۔ ایسا نہ ہو کہ رمضان کے آنے سے پہلے شیطان گھڑی کی طرح آپ کو چابی دے آپ اس کی چالیں چلنے لگیں اور اس مہینہ میں آپ خود کار مشین کی طرح گناہوں اور خلافِ اسلام اعمال میں مشغول رہیں۔ بعض اوقات عاصی اور گنہگار انسان کثرت معصیت اور خدا سے دوری کے باعث تاریکی اور نادانی میں اس طرح ڈوبا ہوا ہوتا ہے کہ اسے شیطانی وسوسہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ خود شیطانی رنگ میں رنگ جاتا ہے۔ خدائی رنگ شیطانی رنگ[1] کے مدمقابل ہے جو شخص خواہش نفس کے پیچھے لگتا ہے اور شیطان کی پیروی کرتا رہتا ہے وہ آہستہ آہستہ اسی شیطان کے رنگ میں رنگ جاتا ہے۔ (پکّا شیطانی ہوجاتا ہے) آپ پختہ ارادہ کرلیں کہ کم ازکم اس ایک مہینہ میں اپنی نگہبانی کریں گے۔ (اپنے اوپر ترس کھائیں گے) اور اس گفتار و کردار سے اجتناب کریں گے جس سے خدا خوش نہیں ہے۔ ابھی سے، اسی وقت اپنے خدا سے عہد و پیمان باندھ لیں کہ ہم ماہِ مبارک رمضان میں خود کو دوسروں کی غیبت وبدگوئی اور تہمت سے دور رکھیں گے۔ زبان، آنکھ، ہاتھ، کان اور باقی اعضاء وجوارح کو اپنے ارادے کے تحت قرار دے کر اپنے اعمال وگفتار کی حفاظت کریں گے۔ شاید یہی شائستہ عمل اس بات کا سبب بنے کہ خداوند تبارک وتعالیٰ آپ کی سمت متوجہ ہو اور آپ کو توفیق عنایت کرے اور ماہِ رمضان کے ختم ہونے کے بعد جب شیاطین زنجیروں کی قید سے چھوٹیں تو آپ کی اصلاحِ نفس ہوچکی ہو پھر آپ شیطان کے فریب میں نہ آسکیں اور اُس کے پھندوں میں نہ پھنس سکیں میں دوبارہ اصرار کروں گا کہ آپ پختہ ارادہ کرلیں کہ ماہِ مبارک کے ان تیسوں دنوں میں اپنی زبان، آنکھ، کان اور دوسرے اعضاء و جوارح کی حفاظت

کریں گے۔ ہر وقت متوجہ رہیں گے کہ آپ جو عمل انجام دینا یا جو بات اپنی زبان پر لانا چاہتے ہیں اور جو کچھ اپنے کانوں سے سننا چاہتے ہیں شریعت کی نگاہ میں اس کا کیا حکم ہے؟ یہ تو روزے کے ابتدائی اور ظاہری آداب ہیں۔ کم از کم آپ ان ظاہری آداب کے پابند ہوجائیں۔ اگر آپ دیکھیں کہ کوئی شخص کسی کی غیبت کرنا چاہتا ہے تو اس کو منع کیجئے اور اس سے کہہ دیجئے ہم نے خدا سے عہد کیا ہے کہ ماہِ رمضان کے ان تیس دنوں میں ہم افعالِ محرمہ اور قبیحہ سے پرہیز کریں گے اور اگر آپ اسے غیبت کرنے سے نہیں روک سکتے تو اس مجلس سے اُٹھ کر کھڑے ہوں۔ وہاں بیٹھ کر غیبت نہ سنئے۔ (مسلمان آپ سے امن وامان میں ہوں۔ جس شخص کے ہاتھ، زبان اور آنکھ سے دوسرے مسلمان امان میں نہ ہوں حقیقت میں وہ مسلمان نہیں ہے۔ وہ صرف ظاہراً اور صورۃً مسلمان ہے اور اس نے صورۃً لَاالٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا ہے۔)

(۱) صبغۃ اللّٰہ ومن احسن من اللّٰہ صبغۃ ونحن لہ عابدون۔ (بقرہ۔ آیت ۱۴۲)

قَالَ الصَّادِقُ عَلَیْہِ السَّلَامُ: قَالَ رَسُوْلُ: اَلَاَ اَنَبِّئُکُمْ لِمَ سُمِیَ الْمُؤْمِنُ مُؤْمِنًا؟ لِاِیمانِہِ النَّاسَ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ وَاَمْوَالِھِمْ اَلَاَ اَنبِئُکُمْ مَنِ الْمُسْلِمُ؟

''اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ یَدِہٖ وَلِسَانِہٖ۔''

(۲) سفینہ، مادۂ ایمان

امام صادقؑ، جناب رسالت مآبؐ کی زبانی ارشاد فرماتے ہیں: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ مومن کو مومن کیوں کہا گیا ہے؟ اس لئے کہ مومن لوگوں کے اموال اور ان کے نفوس پر ایمان کی نظر رکھتا ہے۔ کیا تم مسلمان کے بارے میں جاننا چاہتے ہو کہ مسلمان کون ہے؟

''مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور جس کی زبان سے دوسرے لوگ محفوظ ہوں۔''

اگر آپ خدانخواستہ کسی کے حق میں جسارت یا اس کی اہانت اور غیبت کرنا چاہتے ہیں تو سمجھ لیجئے کہ آپ بارگاہِ خداوندی میں حاضر اور اس کے مہمان ہیں اور اس کے سامنے اس کے بندوں کے حق میں بے ادبی کر رہے ہیں۔ یاد رکھئے کہ خدا کے بندوں کی بےعزتی خدا کی اہانت ہے یہ سب خدا کے بندے ہیں خصوصاً اگر وہ اہل علم اور علم وتقویٰ کے راستے پر گامزن ہوں۔ بعض اوقات آپ دیکھیں گے کہ انسان ان امور کی وجہ سے اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ مرتے وقت وہ خدا کی تکذیب اور آیاتِ الٰہی کا انکار کر دیتا ہے اور کافر بن جاتا ہے۔

ثُمَّ کَانَ عَاقِبَۃَ الَّذِیْنَ اَسَآؤُا السُّوْٓآٰی اَنْ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَکَانُوْا بِھَا یَسْتَھْزِؤُنَ۔

(سورہ روم: آیت ۱۰)

پھر ان لوگوں کا انجام کہ جنہوں نے برے کام کئے یہ ہے کہ وہ خدا کی آیات کی تکذیب کرتے ہیں اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔

یہ امور بہ تدریج وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ آج ایک غلط نگاہ کل کسی کی غیبت دوسرے دن کسی مسلمان کی اہانت، آہستہ آہستہ یہ گناہ دل میں بھر جاتے ہیں اور دل کو سیاہ کرکے انسان کو معرفتِ خدا سے روک دیتے ہیں اور معاملہ اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ انسان تمام چیزوں کا انکار کرتے ہوئے حقائق کی تکذیب کرنے لگتا ہے۔ (دل و دماغ

شیطان کا گھر بن جاتا ہے) بعض آیات اور کچھ روایات کی تفسیر کے مطابق انسان کے اعمال رسول خدا اور ائمہ ہدیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں اور ان کی نگاہ مبارک سے گزرتے ہیں۔

''وَقُلِ اعمَلوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَسَتُرَدُّونَ اِلٰى عَالِمِ الغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ۔''

(سورۂ توبہ: آیت ۱۰۵)

''عَنْ اَبِي بَصِيرٍ، عَنْ اَبِي عَبدِاللّٰهِ (ع) قَالَ: تُعْرَضُ الاَعمَالُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ (ص) اَعْمَالُ العِبادِ كُلَّ صَباحٍ، اَبرارُها وَفُجارُها، فَاحْذَرُوهَا، وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: وَقُلِ اعمَلُوا فَسَيَرى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهُ وَسَكَتَ۔''

عَنْ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ (ع) سَمِعتُهُ يَقُوْلُ: مالَكُمْ تَسُوْؤُن رَسُوْلَ اللّٰهِ (ص) فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: كَيْفَ نَسُوْؤُهُ؟ فَقَالَ: اَمَا تَعْلَمُوْنَ اَنَّ اَعْمَالَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيهِ۔ فَاِذَا رَأَى فِيها مَعْصِيَةً سائَهُ ذٰلِكَ، فَلاَ تَسُوْؤُا رَسُولَ اللّٰهِ (ص) وَسُرُّوهُ۔ (وسائل، ج۶ ص۳۸۷ باب ۱۰۱ حدیث ۱ سے ۴)

اور کہہ دو اے رسول تم جو کچھ بھی عمل انجام دے رہے ہو خدا، اس کا رسول اور مومنین اسے جلد مشاہدہ کرتے ہیں اور تم بھی ظاہر و باطن کا علم رکھنے والے خدا کی سمت بہت جلد لوٹو گے پھر وہاں وہ تمہیں ان سب چیزوں سے آگاہ کرے گا جو تم بجالاتے رہے ہو۔

''امام صادقؑ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: بندوں کے اعمال۔ وہ برے ہوں کہ اچھے۔ ہر روز جناب رسولؐ خدا کے حضور پیش ہوتے ہیں۔ پس تمہیں اس کا خوف ہونا چاہئے! خداوند عالم فرماتا ہے: ''کہہ دو اے رسول کہ تم عمل کرو خدا اور اس کا رسول حتماً تمہارے عمل کو دیکھتا ہے۔'' یہ کہہ کر آپ خاموش ہو گئے۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جناب رسالت مآبؐ کو کیوں ایذا پہنچاتے ہو؟ انھیں کیوں تکلیف دیتے ہو، کسی نے پوچھا ہم کس طرح انھیں تکلیف دیتے ہیں، آپؑ نے فرمایا: کیا تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے اعمال ان کے حضور پیش ہوتے ہیں اور جب وہ ان میں معصیت کو دیکھتے ہیں تو انھیں بڑی تکلیف پہنچتی ہے، انہیں تکلیف نہ دو بلکہ ان کی خوشی کا سامان فراہم کرو۔

جب آنحضرتؐ آپ کے اعمال کا مشاہدہ کریں گے اور دیکھیں گے کہ وہ خطاؤں اور گناہوں سے پُر ہیں تو آپؐ کو کس قدر تکلیف ہوگی۔ آپ ایسا نہ کریں کہ رسولؐ خدا کو تکلیف پہنچے، آپ اس کو پسند نہ کریں کہ ان کے قلب مبارک کو چوٹ لگے اور آپ محزون ہوں۔ جب آنحضرتؐ دیکھیں گے کہ آپ کے اعمال کا صفحہ تہمت وغیبت اور مسلمانوں کی نسبت بدگوئی سے بھرا ہوا ہے، آپ کی پوری توجہ دنیا اور مادّیت کی طرف ہے، دل بغض و کینہ وحسد اور

ایک دوسرے کی بد بینی سے لبریز ہے تو ممکن ہے آپ حضورِ خداوندی اور فرشتوں کے سامنے شرمسار ہوں کہ آپؐ کے اُمتی اور پیرو کار نعماتِ الٰہی کے ناشکر گزار ہیں اور اس طرح بے پرواہ ہو کر خدا کی امانتوں میں خیانت کر رہے ہیں۔

جو شخص کسی سے مربوط ہو (وہ چاہے اس کا غلام ہی کیوں نہ ہو) جب کسی غلط کام کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ مربوط شخص کی شرم ساری کا باعث ہوتا ہے۔ آپ رسول اکرمؐ سے تمسک رکھتے ہیں۔ آپ مرکزِ علم میں داخل ہو کر اپنے آپ کو فقۂ اسلام، رسول اکرمؐ اور قرآن کریم سے مربوط کر چکے ہیں اب اگر آپ کسی برے عمل کا ارتکاب کریں گے تو آنحضرتؐ کو صدمہ پہنچے گا اور آپ کو بہت برا معلوم ہوگا۔ ممکن ہے کہ آنحضرتؐ خدانخواستہ آپ کو نفرین کریں۔ آپ اس کو پسند نہ کریں۔ رسولؐ خدا اور ائمہ طاہرینؑ آپ کے اعمال دیکھ کر محزون و مغموم ہوں۔

انسان کا دل آئینہ کی طرح صاف وشفاف ہے اور دنیا کی طرف حد سے زیادہ توجہ اور گناہوں کی کثرت سے وہ مکدر ہو جاتا ہے لیکن اگر انسان کم از کم روزے ہی خالص خدا کے لئے اور بے ریا بجا لائے (میں یہ نہیں کہتا کہ باقی عبادات خلوص کے ساتھ نہ ہوں بلکہ یہ ضروری ہے کہ تمام عبادات خالصتاً لِلّٰہ اور بے ریا ہوں) اور اس عبادت کو کہ جو شہوات سے اعراض، لذات سے اجتناب اور غیر خدا سے انقطاع سے عبارت ہے اس ایک مہینے میں اچھی طرح بجا لائے تو ہوسکتا ہے کہ فضل الٰہی شامل حال ہو، اور اس کا آئینۂ دل سیاہی، کدورت، اور گندگی سے دُھل جائے (اور صاف شفاف ہو جائے) اور امید کی جاسکتی ہے کہ یہ عمل اُسے عالم طبیعت اور لذات دنیا سے دور کر دے اور جس وقت وہ شب قدر میں داخل ہو تو وہ انوار و روشنیاں جو اس رات اولیاءؑ خدا اور مومنین کو حاصل ہوتی ہیں اس کے ہاتھ بھی لگ جائیں اور اس قسم کے روزے کی جزا خدا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: ''الصوم لی وانا اجری به'' کوئی اور چیز اس طرح کے روزے کا بدل نہیں ہوسکتی جنات النعیم اس قسم کے روزے کے مقابلہ میں بے قیمت ہیں۔ وہ اس کی جزاء کے حساب میں نہیں آسکتیں۔

لیکن اگر مقصد یہ ہو کہ انسان روزے کے نام پر اپنے منہ کو کھانے کی چیزوں سے تو بند رکھے لیکن لوگوں کی غیبت کے لئے کھولے اور ماہ رمضان کی وہ راتیں کی جن میں شب بیداری کی محفلیں منعقد ہوتی رہتی ہیں اور وقت وفرصت ان میں زیادہ ہوتا ہے، اگر انھیں غیبت وتہمت زنی اور مسلمانوں کی اہانت کے ساتھ صبح میں داخل کرے تو ایسے شخص کو روزے سے کچھ بھی فائدہ نہیں ہوگا، اور اس روزے پر کوئی اثر مرتّب نہیں ہوگا۔ بلکہ ایسے روزہ دار نے تو اللہ کی مجلس مہمانی کے آداب کا لحاظ ہی نہیں کیا اور اس نے اس سے ولی نعمت کے حق کو ضائع کیا ہے۔ وہ ولی نعمت جس نے انسان کی پیدائش سے پہلے اس کی زندگی کے آرام وآسائش کے لئے ہر قسم کے اسباب فراہم کئے ہیں اور اس کی تکمیل کے اسباب مہیّا فرمائے۔ انبیائے کرام اس کی ہدایت کے لئے بھیجے اور کتب آسمانی نازل فرمائیں۔ اس نے انسان کو ''معدن عظمت اور مجمع النور'' تک پہنچنے کی قدرت بخشی،

اسے عقل وادراک عطا فرمائے اوراس پر کرامتوں کی بارش کی اوراب اس نے اپنے بندوں کو دعوت دی ہے کہ وہ اس مہمان خانے میں اس کے خوانِ نعمت پر بیٹھ کر جتنا ان کے ہاتھ اور زبان سے ہوسکے اس کا شکریہ اور حمد بجالائیں تو کیا یہ درست ہے کہ بندے اس کی نعمت کے دسترخوان سے لطف اندوز ہوں نیز آسائش وآرام کے ان وسائل اور اسباب سے مستفیض ہوں جو اس نے ان کے اختیار میں دے رکھا ہے، اوراپنے آقا، مولا اور میزبان کی مخالفت کریں اس کے برخلاف قیام کریں۔ جو وسائل واسباب اس نے انہیں بخشے ہیں وہ انھیں اس کی مخالفت اوراس کی مرضی کے خلاف استعمال کریں۔ کیا یہ ناشکری اور نمک حرامی نہیں کہ انسان خود اپنے مولا کے دسترخوان پر بیٹھ کر گستاخانہ اور بے ادبانہ کردار کے ساتھ اس محترم میزبان کی نسبت جو اس کا ولی نعمت بھی ہے اہانت اور جسارت کرے اور ایسے کام کرے جو کہ میزبان کے نزدیک قبیح اور برے ہوں۔

مہمان کو چاہئے کہ وہ کم ازکم میزبان کو پہچانے اس کے مقام اور منزلت کی معرفت رکھے اور مجلس مہمانی کے مراسم وآداب سے آشنا ہو۔ کوشش کرے کہ اخلاق و نزاکت کے خلاف کوئی عمل سرزد نہ ہو۔ خداوند متعال کے مہمان کو چاہئے کہ وہ مقام خداوند ذوالجلال سے واقف ہو۔ وہ مقام کہ جس کی زیادہ سے زیادہ پہچان اور معرفت کے لئے ائمہ علیہم السلام اور انبیائے کرام ہمیشہ کوشاں رہے اوران کی آرزو وخواہش تھی کہ وہ معدن نور وعظمت پر دسترس حاصل کریں (خدایا) ہمارے دلوں کی آنکھوں کو اپنی ذات واجب کی طرف دیکھنے والی روشنی سے منور کردے۔ اللہ تو مقلب القلوب والابصار ہے یہاں تک کہ دلوں کی آنکھیں نور کے حجابوں کو چیر کر معدن عظمت تک پہنچ جائیں۔ اللہ کی ضیافت ومہمانی ہی معدن عظمت ہے۔ خداوند عالم نے معدن نور وعظمت میں وارد ہونے کے لئے اپنے بندوں کو مدعو کیا ہے۔ لیکن اگر بندہ لیاقت نہ رکھتا ہوتو پھر وہ اس قسم کے باشکوہ اور جلیل القدر مقام میں وارد نہیں ہوسکتا۔ خداوند عالم نے اپنے بندوں کو تمام خیرات و مبرّات (نیکیاں) اور بہت سے معنوی اور روحانی لذات کی طرف دعوت دی ہے۔ لیکن اگر وہ خود ایسے مقاماتِ عالیہ میں حاضر ہونے کے لئے آمادہ نہ ہوں تو پھر وہ ان میں داخل نہیں ہوسکتے، روحانی آلودگیوں، اخلاقی پستیوں اور دل، اعضاء اور جوارح کے گناہوں کے ساتھ بھلا کس طرح دربار ربوبیت میں حاضری ہوسکتی ہے اور اس رب الارباب کے مہمان خانہ میں کس طرح جایا جاسکتا ہے جو معدن العظمۃ (عظمتوں کی کان) ہے۔ اس کے لئے قابلیت، لیاقت، اہلیت اور آمادگی کی ضرورت ہے۔

روسیاہیوں اور دلوں کی آلودگیوں کے ساتھ کہ جو ظلماتی اور تاریکی کے حجابات سے چھپ چکے ہیں ان معانی اور حقائق روحانی کو درک نہیں کیا جاسکتا ان حجابات کو چاک کرنا پڑے گا۔ یہ تاریک اور روشن حجاب جو دلوں پر مسلط ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچنے سے مانع ہیں ان کو علاحدہ کرنا پڑے گا۔ پھر کہیں جاکر نورانی اور باشکوہ محفل خداوندی میں حاضری دی جاسکتی ہے۔

☆☆☆